ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

کتاب الادب لابن ابی شیبۃ میں اخلاقی تعلیمات اور استحکامِ معاشرہ: ایک تحقیقی مطالعہ

Moral Teachings and Social Stability in Kitāb al-Adab *of Ibn Abī Shaybah: An Analytical Study*

1. Muhammad Ali Hussain
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Pakistan.
Email: qadriashrafi11@gmail.com

2. Dr. Irfan Jafar (Corresponding Author)
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Pakistan.
Email: i.z03035040887@gmail.com

Abstract

Islam provides a comprehensive framework for individual and collective life, placing moral values at the heart of human civilization. Alongside the Holy Qur'an, the Sunnah of Prophet Muhammad ﷺ serves as the second primary source of Islamic guidance, offering practical principles for cultivating ethical conduct and establishing a stable society. Among the classical scholars who made remarkable contributions to the preservation and transmission of these teachings is **Imam Ibn Abī Shaybah (d. 235 AH)**, whose *Kitāb al-Adab* is one of the earliest and most comprehensive compilations devoted to Islamic ethics, social conduct, and moral refinement. This study, entitled **"Moral Teachings and Social Stability in *Kitāb al-Adab* of Ibn Abī Shaybah: An Analytical Study,"** examines the ethical principles presented in *Kitāb al-Adab* and analyzes their role in promoting individual character development and sustainable social stability. The research investigates Imam Ibn Abī Shaybah's methodology in compiling traditions related to morality and explores how the Prophetic traditions, together with the sayings of the Companions and Successors, establish a coherent ethical framework for strengthening family relations, protecting human dignity, promoting justice, honesty, trustworthiness, forgiveness, compassion, good neighbourliness, social responsibility, and peaceful coexistence. Employing an analytical and descriptive methodology, the study argues that *Kitāb al-Adab* views moral excellence not merely as a personal virtue but as the foundation of a prosperous and harmonious society. It demonstrates that social cohesion, mutual trust, and lasting peace are primarily achieved through ethical refinement rather than legal enforcement alone. The research further highlights that many contemporary challenges—including family disintegration, moral decline, intolerance, materialism, social fragmentation, and erosion of trust—can be effectively addressed through the moral teachings contained in this classical work. The study concludes that *Kitāb al-Adab* represents a timeless source of Islamic ethical philosophy whose teachings remain highly relevant for contemporary societies. By integrating these values into educational institutions, family upbringing, religious discourse, and public policy, Muslim societies can foster responsible citizenship, strengthen social solidarity, and promote sustainable peace. The research therefore emphasizes that moral reform is the indispensable prerequisite for social stability and that Imam Ibn Abī Shaybah's *Kitāb al-Adab* continues to provide practical guidance for addressing the ethical and social challenges of the modern world.

Key Words: *Kitāb al-Adab ,Imam Ibn Abī Shaybah,Moral Teachings , Social Stability.*

تعارف

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو نہ صرف عقائد، عبادات اور معاملات میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے بلکہ زندگی کے ہر پہلو کے لیے واضح اصول فراہم کرتا

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ہے۔ دیگر ادیان کے مقابلے میں اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی اصل تعلیمات آج بھی اپنی خالص اور محفوظ صورت میں موجود ہیں۔ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود ربِ کائنات نے لیا، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

((إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ "))[1]

قرآن کے بعد دینِ اسلام کا دوسرا بنیادی ماخذ سنتِ نبوی ﷺ ہے، جو قرآن کی عملی تفسیر اور تشریح ہے۔ سنت کی حفاظت دراصل دین کی حفاظت ہے، اسی مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے رجالِ کار پیدا فرمائے جنہوں نے اپنی زندگیاں سنتِ رسول ﷺ کے تحفظ، تدوین اور اشاعت کے لیے وقف کر دیں۔ علمائے حدیث نے اس عظیم خدمت کے لیے ایسے اصول وضوابط وضع کیے جو دنیا کے کسی اور مذہب میں نظر نہیں آتے۔

اسلامی تعلیمات میں جہاں عقائد، عبادات اور معاملات کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، وہیں اخلاقیات کو بھی مرکزی مقام دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: « إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ »[2] یہ حدیث اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اسلامی تہذیب وتمدن کی اصل بنیاد حسنِ اخلاق ہے۔

اسی تناظر میں محدثینِ کرام نے اخلاقی وسماجی احادیث کو جمع کرنے پر بھی خصوصی توجہ دی۔ امام ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) کا شمار حدیث کے جلیل القدر ائمہ میں ہوتا ہے۔ اہلِ علم نے آپ کو ثقہ، ثبت، متقن اور الحجہ جیسے القابات سے یاد کیا ہے۔ صحاح ستہ کے چار مصنفین نے براہِ راست آپ سے روایت لی ہے، جو آپ کے مقام و مرتبہ کی واضح دلیل ہے۔

آپ کی تصانیف میں "کتاب الأدب" نمایاں اہمیت کی حامل ہے۔ یہ کتاب اسلامی اخلاقیات اور سماجی آداب کے موضوع پر اولین وبنیادی مصادر میں شمار ہوتی ہے۔ اس میں نوّے (90) ابواب کے تحت ایسے اخلاقی مضامین کو یکجا کیا گیا ہے جو فرد اور معاشرہ دونوں کی اصلاح کے ضامن ہیں۔ یہ کتاب نہ صرف احادیثِ نبویہ بلکہ صحابہ وتابعین کے اقوال وافعال پر بھی مشتمل ہے، جو اسے ایک ہمہ گیر علمی سرمایہ بناتی ہے۔

جدید محققین کے نزدیک "کتاب الأدب" اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ ڈاکٹر محمد مصطفی الأعظمی کے مطابق " **:مصنف ابن أبي شيبة من أقدم وأوثق المصادر الحديثية التي تعكس البيئة العلمية للقرن الثالث الهجري، وكتابه الأدب يعدّ مرجعاً أصيلاً في دراسة الأخلاق الإسلامية "**[3] اسی طرح بعض معاصر محققین نے اسے اسلامی آداب واخلاق کا انسائیکلوپیڈیا قرار دیا ہے، جس کی اہمیت عصرِ حاضر میں مزید بڑھ جاتی ہے کیونکہ اخلاقی زوال اور سماجی انحطاط ہمارے معاشروں کے بڑے مسائل ہیں۔

"کتاب الأدب" دراصل اخلاقِ حسنہ اور اسلامی آداب وسلوک کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے، جس میں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر نوّے (90) ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کو مصادرِ حدیث میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اور یہ دنیا کے مختلف مکتبات سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کے مطالعے سے فرد اور معاشرہ دونوں کے لیے اصلاح واستحکام کے اہم پہلو سامنے آتے ہیں، بالخصوص والدین اور اولاد کے تعلقات میں حسنِ سلوک اور اطاعت کی فضا قائم کرنے میں یہ کتاب رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

زیرِ نظر مقالہ **"کتاب الأدب لابن ابی شیبۃ میں اخلاقی تعلیمات اور استحکامِ معاشرہ: ایک تحقیقی مطالعہ"** میں امام ابن ابی شیبہؒ کے محدثانہ اسلوب کو واضح کرتے ہوئے اس امر کا جائزہ لیا جائے گا کہ ان کی پیش کردہ اخلاقی تعلیمات فرد کی اصلاح اور معاشرتی استحکام کے لیے کس قدر مؤثر پیغام کی حامل ہیں۔

ضرورت واہمیت

اسلامی معاشرہ اپنی اصل میں ایک ایسا معاشرہ ہے جس کی بنیاد صرف عبادات یا قانونی احکام پر نہیں بلکہ اخلاق و آداب پر بھی قائم ہے۔ قرآنِ مجید کی متعدد آیات اور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات واضح کرتے ہیں کہ دینِ اسلام کی حقیقی روح حسنِ اخلاق میں مضمر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی بعثت کے مقصد کو تکمیلِ اخلاق قرار دیا۔ اخلاقیات کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر محدثین نے ان سے متعلق احادیث کو محفوظ کرنے کے لیے مستقل ابواب وکتب ترتیب دیں، جن میں امام ابن ابی شیبہؒ کی "کتاب الأدب" نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔

یہ کتاب نہ صرف مرفوع احادیث بلکہ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے آثار واقوال پر بھی مشتمل ہے، جو اس کے جامع اور ہمہ گیر ہونے کی دلیل ہے۔ اس

1-الحجر: ۰۹۔
2- مالک بن انس، الامام ، الموطاء، بیروت: دار الکتب العلمیہ، رقم الحدیث: ۱۷۲۰۔
3-الأعظمی ،محمد مصطفیٰ،دراسات في الحديث النبوي و تاريخ تدوينہ، المکتب الاسلامی ، ص ۲۴۵۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

کی قدامت اس بات سے واضح ہے کہ امام ابن ابی شیبہؒ صحاحِ ستہ کے مصنفین سے مقدم ہیں اور ان کے تلامذہ میں ان جلیل القدر محدثین کا شمار ہوتا ہے جن کی کتب کو بعد میں دین کے بنیادی مصادر کا درجہ حاصل ہوا۔ اس پہلو سے "کتاب الأدب" کو نہ صرف اپنی موضوعاتی افادیت بلکہ تاریخی حیثیت کے اعتبار سے بھی ایک منفرد مقام حاصل ہے۔

عصرِ حاضر کا انسانی معاشرہ اخلاقی زوال، مادہ پرستی، بے راہ روی، عدم برداشت اور انتہا پسندی جیسے مسائل سے دوچار ہے۔ ان حالات میں امام ابن ابی شیبہؒ کی "کتاب الأدب" کو نئے سرے سے سامنے لانے کی ضرورت ہے تاکہ اس میں بیان کردہ اخلاقی اصول اور سماجی آداب کو معاشرے میں رواج دیا جا سکے۔ یہ کتاب سیرتِ نبوی ﷺ اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ان اقدار کو اجاگر کرتی ہے جو فرد کی اصلاح اور معاشرتی استحکام دونوں کے لیے ناگزیر ہیں۔

لہٰذا اس تحقیقی مطالعے کی ضرورت اس لیے پیش آتی ہے کہ "کتاب الأدب" کے اخلاقی مضامین کا تجزیاتی جائزہ لیا جائے اور یہ واضح کیا جائے کہ یہ تعلیمات کس طرح عصرِ حاضر کے مسائل کا حل اور ایک متوازن، پرامن اور مستحکم معاشرتی نظام فراہم کرتی ہیں۔

امام ابن شیبہؒ کا تعارف و علمی مقام

امام ابن ابی شیبہؒ کا اپنے وقت کے جلیل القدر محدثین شمار ہوتا ہے۔ اور بہت سی کتب احادیث بھی آپ کی جانب منسوب ہیں۔ آپ کا نام ابو بکر بن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن خواستی العبسی[1] الکوفیؒ ۱۵۹ھ بمطابق ۷۷۶ء میں مشرقی عراق کے شہر "واسط" کے ایک علمی خانوادے میں پیدا ہوئے۔[2] امام ابن ابی شیبہؒ کی کنیت کے بارے میں تمام علماء کرام کا اتفاق ہے کہ آپؒ کی کنیت "ابو بکر" ہے۔ لیکن آپؒ اُس کنیت سے زیادہ مشہور ہیں، جو آپؒ کے دادا کی کنیت ہے۔[3] اس لئے آپ کو اہل علم "ابن ابی شیبہؒ" کی کنیت سے موسوم کرتے ہیں۔ تمام اہل علم محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام ابن ابی شیبہؒ **"سید الحفاظ"** کے لقب سے مشہور ہیں۔ اس لئے کہ آپ کا حافظہ بہت قوی تھا۔ آپ کو بے شمار احادیث مبارکہ یاد تھیں۔ امام ذہبیؒ نے امام ابن ابی شیبہؒ کو سید الحفاظ کے لقب سے یاد کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ: **((الامام العلم،سید الحفاظ،و صاحب الکتب الکبار))**[4] اور امام حافظ ابن کثیرؒ نے امام ابن ابی شیبہؒ کو **''احد الاعلام،ائمۃ الحدیث ''** کے لقب سے ملقب کیا ہے۔[5] اس کے علاوہ امام ابن العماد الحنبلیؒ نے **''الامام،احد الاعلام''** کے القاب سے امام ابن ابی شیبہؒ کو یاد کیا ہے۔[6]

حفظ وضبط

محدثین و شیوخ کے حفظ وضبط کے حیرت انگیز واقعات ہیں جن کو پڑھ، سن کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ محدثین کی ایک کثیر تعداد **''سید الحفاظ''** کے لقب سے مشہور و معروف ہے۔ اس عظیم جماعت اور گروہ کے ایک درخشندہ ستارے امام ابن ابی شیبہؒ ہیں جن کا حافظہ بطور مثال بیان کیا جاتا ہے۔ بچپن ہی سے بہترین حافظہ کے مالک تھے۔ جب آپؒ کے چودہ سال کی عمر میں اپنے شیخ سے اخذ کردہ احادیث کے بارے میں شک کا اظہار کیا تو جواب دیا: **((انا یومئذ احفظ للحدیث منی الیوم))** [7]

امام ابن ابی شیبہ کے حفظ وضبط کے بارے میں علماء و محدثین کے اقوال ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں:

1. ان کے ہم عصر عمرو بن علی الفلاس (متوفی ۲۴۹ھ) جو خود بھی بہترین حافظہ کے مالک تھے وہ فرماتے ہیں: **((ما رایت احدا احفظ من ابی بکر بن ابی شیبۃ))** [8] "میں ابو بکر بن ابی شیبہؒ زیادہ حافظہ والا شخص نہیں دیکھا"
2. دوسری جگہ بیان کیا جاتا ہے کہ عمرو بن الفلاسؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر بن ابی شیبہؒ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔ وہ ایک بار علی بن المدینیؒ کے ساتھ ہمارے

1۔الذہبی،الامام ،میزان الاعتدال ،تحقیق:علی محمد البجاوی، دار احیا الکتب العربیہ،قاہرہ،۱۹۶۳ء،ج۲،ص۴۹۰
2 ۔ الذہبی ،سیر اعلام النبلاء ،تحقیق: شعیب الارنوؤط ،مئوسۃ الرسالۃ،۱۹۸۲ء،ج۲،ص۱۲۲
3۔تاریخ بغداد ، ج۱۱،ص۲۶۰
4۔سیر اعلام النبلاء،ج ۱۱، ص ۱۲۳
5 ۔ابن کثیر،ابو الفداء، البدایۃ و النھایہ ،دار المعرفۃ بیروت ، سن اشاعت۱۹۹۷ء،ج ۱۱،ص۳۱
6۔ حنبلی، ابن العماد،شذرات الذھب،دار المیسرۃ ،بیروت ،سن اشاعت۱۹۷۹ء،ج۱،ص۲۹۱
1۔سیر اعلام النبلاء،ج ۱۱،ص ۱۲۳، تہذیب ج۶،ص۶
2۔ سیر اعلام النبلاء،ج۱۱،ص ۱۲۳

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

پاس آئے۔ انہوں نے وہاں فوری طور پر امام شیبانیؒ کو چار سو احادیث فی البدایہ سنا دیں۔[1]

3. امام ذہبیؒ نے آپؒ کو جہاں " **سیدالحفاظ** اور **الحافظ الکبیر** " جیسے القابات سے نوازا ہے وہیں فرماتے ہیں **((کان بحراًمن بحور العلم ،و بہ یضرب المثل فی قوۃ الحفظ))** "آپ علم کے سمندروں میں سے ایک سمندر تھے اور آپ کا قوت حافظہ بطور مثال پیش کیا جاتا تھا"

4. دوسری جگہ امام ذہبیؒ لکھتے ہیں: **((الحافظ الکبیر،الحجۃ،الیہ المنتہیٰ فی الثقۃ))** [2] اور **((الامام،احد الاعلام))** [3] مزید بر آں رقم طراز طراز ہیں: **((الامام۔العلم۔سید الحفاظ،کان من بیت علم و ابو بکر اجلھم،ومن اقران احمدبن حنبل،و اسحاق بن راہویہ، علی بن المدینی فی الحفظ))** [4] اس کے علاوہ امام ذہبی نے آپؒ کو " **الحافظ،عدیم النظیر،الثبت** اور **التحریر** "[5] کے القاب میں یاد کیا ہے۔

5. ان کے ایک شاگرد صالح بن محمد جزرہؒ (متوفی ۲۹۳ھ) کا بیان ہے کہ فرماتے ہیں: "مذاکرہ کے وقت ابن ابی شیبہؒ سے بہتر یادداشت کسی کی نہیں ہوتی تھی۔"[6]

6. ابن حبانؒ کے بقول **((کان احفظ اھل زمانہ بالمقاطیع))** [7] " آپ اپنے زمانے میں مقطوع روایات کے سب سے بڑے حافظ تھے۔"

7. امام ابن ابی شیبہؒ کے ایک اور ممتاز شاگرد حافظ ابوزرعہؒ نے ان کی یادداشت کا اعتراف کیا ہے اور جب عبدالرحمن بن خراشؒ نے ابوزرعہؒ کو بغداد کے محدثین کے حفظ و یادداشت کو جتانا چاہا تو انہوں نے جواب دیا **((دع اصحابک فانھم اصحاب مخاریق مارایت احفظ من ابی بکر بن ابی شیبۃ))** [8]

8. عبدان الاھوزیؒ کا قول ہے کہ فرماتے ہیں: "ابو بکرؒ اور کچھ دوسرے محدثین اسطوانہ عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس (شاید مذاکرہ حدیث کے لئے) بیٹھتے تھے، ان کے تمام ساتھی خاموش ہو جاتے تھے لیکن امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ حدیث بیان کرتے رہتے تھے۔[9]

9. امام عجلیؒ فرماتے ہیں: **((وکان حافظا للحدیث))**[10] " وہ حافظ حدیث تھے"

10. اور امام ابن جوزیؒ آپؒ کے علمی مقام کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں **((کان حا فظاً مقتناًصدوقاًمکثراً))** "وہ حافظ، متقن، صدوق اور کثیر الروایۃ تھے"

11. امام خطیب بغدادیؒ امام ابن ابی شیبہؒ کے بارے میں فرماتے ہیں: **((متقنا،حافظا،مکثرا))** [11] "آپؒ متقن، حافظ الحدیث اور کثیر الروایۃ ہیں۔"

12. امام جلاالدین السیوطیؒ نے آپ کو " **الحافظ** " [12] کے لقب سے یاد کیا ہے۔

13. امام مزیؒ نے آپؒ کو " **الحافظ** "[13] کے الفاظ سے موسوم کیا ہے۔

14. امام ابوحاتم الرازی نے " **کوفی ثقۃ**"[14] کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔

3- سیر اعلام النبلاء،ج۱۱،ص ۱۲۳
4-الذھبی،شمس الدین ،محمد بن احمد بن عثمان ،ابو عبد اللہ، میزان الاعتدال ،دار المعرفۃ للطباعۃ و النشر، ۱۹۹۵ء،، ج۲،ص ۴۹۰
5- الذھبی ی،شمس الدین،محمد بن احمد بن عثمان ،ابو عبد اللہ ،العبر فی خبر من غبر،دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۰ء، ج۱،ص ۳۳۱
6-سیر اعلام النبلاء ، ج۱۱، ص ۱۲۳
5-تذکرۃ الحفاظ ،ج۲،ص۴۳۲
6-تذکرۃ الحفاظ ، ج ۱۱، ص۱۲۵،ایضاً ج ٦،ص٦
7-تذکرۃ الحفاظ ، ج۱۱، ص ۱۲۵
8- تاریخ بغداد ،ج ۱۱، ص۲٦۳
9- تاریخ بغداد ، ج ۱۱، ۲٦۳
10- عجلی،احمد بن عبد اللہ،ابو الحسن،تاریخ الثقات،دار الکتب العلمیہ،بیروت،سن اشاعت ۱۹۸۴ء ،ص ۸۲۸
11- تاریخ بغداد ،ج ۱۱،ص۲٦۳
12-السیوطی، جلال الدین ،طبقات الحفاظ،ص۱۹۲
13-مزی ،یوسف بن الزکی عبدالرحمن،ابو الحجاج،تہذیب الکمال، موسسہ الرسالہ، بیروت ، ۱۹۸۰ء،ج۲، ص ۷۳۲
14-ابو حاتم الرازی ، عبد الرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادریس،ابو محمد،الجرح و التعدیل،دار احیاء التراث العربی، بیروت،۱۹۹۷ء،ج۵، ص ۱٦۰

15. امام خطیب بغدادی نے " **کان متقناً،حافظاً للحدیث**"[1] کے ساتھ امام آپ کے حفظ و ثقاہت کا تذکرہ کیا ہے۔

16. ابن قانعؒ نے امام ابن ابی شیبہؒ کی تعدیل " **ثقۃ،ثبت** "[2] کے الفاظ کے ساتھ کی ہے۔

17. ابن تغریؒ لکھتے ہیں:(**(کان احد کبار الحفاظ)**)[3]" امام ابن ابی شیبہؒ کبار حفاظ میں سے ایک تھے"

18. امام ابن حجر عسقلانیؒ نے امام ابن ابی شیبہؒ کی ثقاہت ان الفاظ " **الحافظ**[4]،**ثقۃ، حافظ** "[5] کے الفاظ میں بیان کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہؒ اپنے وقت کے نامور محدثین وفقہا میں سے تھے۔ ان کے علمی قد اور عظمت کا اندازہ اس بات سے ہو جاتا ہے کہ صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے چار نے بلاواسطہ استفادہ کیا، احادیث سنیں اور اپنے مجموعہ ہائے احادیث میں ان کی روایات کو جگہ دی۔ سنن ابی داؤد اوور سنن ابن ماجہ میں بالواسطہ کثرت سے روایات موجود ہیں۔ ان سابقہ اقوال علماء سے اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ امام ابن ابی شیبہؒ بہت سے علوم میں ماہر تھے جن میں تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، عقیدہ، لغت، زہد وغیرہ شامل ہیں۔

امام ابن ابی شیبہؒ کی شخصیت علماء محدثین کی نظر میں ایک بلند مقام کی حامل تھی۔ ان کے علمی مقام کا تمام کبار محدثین نے اعتراف کیا ہے۔ سید الحفاظ کے لقب سے ملقب کیا ہے اور الامام کے خطاب سے مخاطب کیا ہے۔ انہوں نے اپنے زمانے کے ممتاز اور نامور محدثین سے کسب فیض کیا۔ اور دیگر مشہور زمانہ محدثین کے ساتھ ساتھ صحاح ستہ کے مولفین نے بلاواسطہ آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ آپؒ سنت کے پابند تھے۔ متقی و پرہیز گار اور احکام خداوندی کی بجا آوری میں کوئی کام یا چیز حائل نہیں ہوتی تھی۔ مشہور فقہاء میں سے امام احمد بن حنبلؒ نے امام ابن ابی شیبہؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ امام ابن ابی شیبہؒ کے والد، دادا، بھائی اور بیٹا بھتیجا، گویا کہ ان کا خاندان کا شمار اہل علم حضرات میں ہوتا ہے۔ [6]

کتاب الادب کا تعارف اور امتیازی خصائص

اسلام میں اخلاق و آداب کا مقام و مرتبہ ایسے ہی ہے جیسے جسم میں روح کا درجہ ہے، ہمیشہ سے ہی اللہ تعالی کی کتاب کریم میں مذکور آیات اخلاق حسنہ کے اپنانے پر ابھارتی رہی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے شروع سے ہی امت مسلمہ کو اپنے اقوال و افعال کے ذریعے آداب جمیلہ و حسینہ سکھائے ہیں، اس کو مد نظر رکھتے ہوئے امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے "کتاب الادب" تالیف کی ہے، جو اپنے مسمیٰ پر خوب دلالت کرنے والی ہے، اس میں آپ رحمہ اللہ نے آداب کے متعلق وہ احادیث و آثار بیان کیے ہیں، جن سے مسلم کے ہر فرد کو زیب و زینت پکڑنا لازم ہے۔ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب کو ابواب پر تقسیم کیا، اور ہر باب کا ایک نام رکھا، اور پھر اس کے تحت وہ احادیث و آثار لیکر آئے، جو اس سے مناسبت رکھتے ہیں اور اس سلسلہ میں آپ نے نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین سے اقوال و آثار ذکر کیے ہیں۔ یہ تدوین حدیث کے ابتدائی دور کی کتاب ہے، امام ابن ابی شیبہ چونکہ صحاح ستہ کے مؤلفین سے مقدم ہیں اور دوسری صدی ہجری کے آخر اور تیسری صدی کے آغاز میں ہوتے ہیں اس لیے قدامت کے لحاظ سے بھی اس کتاب کو فوقیت حاصل ہے۔ مرفوع احادیث کے علاوہ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے آثار، اقوال اور واقعات بھی اس کتاب میں مذکور ہیں۔

کتاب ''الادب'': ایک تعارف

حضور اکرم ﷺ کے ارشادات و فرمودات اور افعال و اعمال کو مختلف اوقات میں کثیر تعداد میں ائمہ و محدثین کرام نے اپنے اپنے انداز میں جمع فرمایا۔ ان مختلف انداز و اسالیب کی بناء پر کتب حدیث کی متعدد اقسام منظر عام پر آئیں۔ جو اس فن حدیث کے مختلف پہلوؤں کو محیط ہیں۔ ان میں کچھ صحاح، سنن، مصنفات، مسانید کے نام سے موسوم ہوئیں، بعض کتب ایسی بھی ہیں جو کسی خاص عنوان پر مشتمل احادیث کے ضمن میں مرتب کیں گئیں انہیں کتب اجزاء کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اور کتب اجزاء سے مراد ایسی کتب احادیث جو کسی شخص کی مرویات، یا ایک موضوع کی روایات پر مشتمل ہوں، انہیں کتب اجزاء میں ایک کتاب امام ابن ابی شیبہؒ کی ''**کتاب**

1۔تاریخ بغداد،ج۱۱۰،ص۶۶
2۔تہذیب التہذیب ،ج۶،ص ۲
3۔ابن تغری،النجوم الزاهرة، ج۲، ص ۳۸۲
4۔تهذيب التهذيب ،ج۶،ص۴
5۔تقريب التهذيب،ج۱، ص ۴۴۵
6۔ تاریخ بغداد،ج۱۱،ص۲٦۳

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

الادب'' ہے جس کا تعارف ذیل میں پیش کیا جائے گا۔

کتاب تعارف اور مقام و مرتبہ

پیش نظر کتاب امام ابن ابی شیبہؒ کی نہایت ہی عمدہ شاہکار ہے، جو اسلامی اخلاق وآداب میں انسائکلوپیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کتاب میں امام ابن ابی شیبہؒ نے احادیث نبویہ اور صحابہ و تابعین کے اقوال میں وارد اسلامی آداب واخلاق کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ کتاب کا مطالعہ ہر فرد اور ہر گھر کی خاص ضرورت ہے تاکہ اسلام کا معاشرتی نظام بحال ہو سکے اور اولاد و والدین کے مابین حسن سلوک وفرمانبرداری کی خوشگوار فضا قائم ہو سکے یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بنیادی مصادر میں شمار کی جاتی ہے۔ یہ کتاب اخلاق فاضلہ اور آداب و سلوک پر مشتمل احادیث کا مجموعہ ہے ۔ جس میں کتاب زندگی کے ہر عنوان پر احادیث جمع کرتے ہوئے انہوں نے نوے(۹۰)ابواب قائم کئے ہیں۔ یہ کتاب دنیا کے مختلف مکتبات سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ ابن ندیم کی فہرست میں اس کتاب کا تذکرہ ہے جس میں اسکے مخطوطہ کی تحقیق ہوتی ہے جس میں اس کتاب کا نام "کتاب الادب " مذکور ہے۔ یہ اپنے موضوع کے اعتبار سے اولین کتب میں سے ہے، جو مصدر کا درجہ رکھتی ہے۔

منہج واسلوب

امام ابن ابی شیبہؒ کا منہج تالیف منفرد و باکمال ہے۔ آپ پہلے کسی نے بھی علیحدہ سے اس عنوان پر کتاب نہیں لکھی۔ بعد کے علماء و محدثین اس طرز تصنیف کو مد نظر رکھتے ہوئے کتب آداب مرتب کیں۔ یہ کتاب دو اجزاء پر مشتمل ہے جسکا پہلے جزء ۵۰ ابواب، ۲۱۷ احادیث پر مشتمل ہے، جس کا پہلا باب **''باب ما جاء فی الرجل یقبل ید الرجل ''** اور آخری باب **''باب ماجاء فی تشبہ الرجال بالنساء''** کے عنوان سے مرتب ہے۔ اور دوسرا جزء ۴۰ ابواب، ۲۰۵ احادیث پر مشتمل ہے۔ جسکا پہلا باب **''باب ماجاء فی کف اللسان و خوف مایکون من اللسان''** اور آخری **''باب استماع النبی ﷺ الشعر''** (یہ سب سے بڑا باب ہے جو ۶۰ احادیث پر مشتمل ہے) کے عنوان سے رقم ہے۔ اس میں امام ابن ابی شیبہؒ کا منہج تالیف یگانہ اور یکتا ہے، انہوں نے احادیث کو ابواب کے مطابقت کے مطابق جمع کیا ہے اور محل اشتہاد کو ظاہر کیا ہے، حدیث کی اسناد میں طوالت نہیں ہے جسکی وجہ سے بہت سی اسناد مرسل اور موقوف ہیں۔ انہوں نے غریب المعنیٰ الفاظ کی بھی وضاحت کی ہے، امام ابن ابی شیبہؒ کے اس منہج تالیف وتصنیف کو علماء حدیث نے قابل تحسین قرار دیا ہے۔ یہ **''کتاب الادب''** نہ صرف جمع احادیث بلکہ تدوین و تالیف کا بھی ایک حسین مرقع ہے جس نے اس کی خوبصورتی میں مزید نکھار اور اس کی اہمیت میں اضافہ کیا ہے۔ امام ابن ابی شیبہ نے جو منہج اس کتاب میں اختیار کیا ہے وہ ذیل میں نکات کی صورت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

- امام ابن ابی شیبہ نے اس کتاب میں بھی نبی اکرم ﷺ کی احادیث طیبہ کو ذکر کیا ہے۔ وہ احادیث مبارکہ جو اخلاق و آداب کے متعلق ہیں۔
- اس میں انہوں یہ منہج تالیف اپنا ہے احادیث کی بنسبت ابواب کی تعداد کم ہے جس طرح امام بخاریؒ نے اپنی کتاب الادب المفرد میں ایک باب سے بہت سے ابواب قائم کئے ہیں جیسے" **باب فی بر الوالدین** "کے تحت انہوں نے سات ابواب قائم کئے ہیں، ان میں ہر باب سے متعلق احادیث نقل کیں ہیں ،مثلا''**باب ووصینا الانسان بوالدیہ ،باب بر الام ،بر الاب** "وغیرہ ابواب ہیں جبکہ امام ابن ابی شیبہ نے ان تمام احادیث کو ایک ہی باب کے تحت جمع کر دیا ہے۔
- امام ابن ابی شیبہ کا روایات کا طرز دوسرے ائمہ سے مختلف ہے۔
- انہوں احادیث کو ابواب کے تحت بیان کیا ہے، تاکہ استفادہ حاصل کرنا آسان ہو۔
- انہوں نے ہر باب کے تحت اسی باب سے متعلق احادیث جمع کیں۔ اگر ان کو کسی باب سے متعلق دو احادیث ہی ملی ہیں تو انہوں نے ان کے لئے علیحدہ باب رقم کر کے اس تحت احادیث کو جمع کیا ہے۔
- امام ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب کے پہلے جزء میں انسان کی عام طرز زندگی اور لوگوں کے باہم معاملات کے حوالے سے احادیث کو جمع کیا ہے۔ جبکہ دوسرے جزء میں ایک انسان کا دوسرے انسان کے لئے کس طرح کا سلوک ہونا چاہیے، ایک دوسرے عزت واحترام جیسے موضوعات پر مشتمل احادیث کو یکجا کیا ہے۔
- اس کتاب میں ان احادیث کو جمع کیا ہے جو امام ابن ابی شیبہ کے نزدیک صحیح ہیں۔
- انہوں نے ایک حدیث کو مختلف طرق سے روایت کیا ہے۔ مثلاً حدیث مبارکہ ہے،**((ان من الشعر حکمۃ))** اس حدیث کو چار طرق سے لائے ہیں۔

پہلی سند یہ ہے یحییٰ بن ابی بکیر، حسان بن المصک سے بیان کرتے ہیں وہ ابن بریدہ سے اور وہ اپنے والد سے اور ان کے والد نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے

ہیں۔ جبکہ دوسری سند یہ ہے: وکیع، ھشام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں ،تیسری سند یہ ہے: ابو اسامۃ ،زائدہ سے وہ سماک سے اور وہ عکرمہ اور وہ عبد اللہ بن عباس سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں چوتھی سند یہ ہے کہ: ابن عینہ، امام زھری سے روایت کرتے ہیں اور عروہ سے اور عروہ مرسلاً نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔[1]

- اس میں انہوں نے اشعار بھی بیان کئے ہیں۔
- اس میں امام ابن ابی شیبہ نے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب اشعار جو آپ ﷺ نے مختلف جگہوں پر پڑھے ان کو بھی جمع کیا ہے۔
- اس کتاب میں امام ابن ابی شیبہ نے ان احادیث کو نقل کیا جو کسی محدث نے نقل نہیں کی مثلاً انہوں نے حدیث نمبر ۴۱۳ بیان کی **(ان النبی ﷺ لم یقل بیتاً من الشعر الا و قد قیل قبلہ ،الا ھذا:**

ے ''**ھذا الحمال لا حمال خیبر ھذا ابر ربنا و اطھر**''[2]

اہمیت وخصوصیت

امام ابن ابی شیبہؒ ایک عظیم محدث ہونے ساتھ ساتھ ایک اچھے مصنف بھی تھے۔ ان کی تصانیف بہت سی خصوصیات کی حامل ہیں،ان کی یہ ''**کتاب الادب**'' بھی بے شمار خصوصیات کی حامل کتاب ہے۔ جو ذیل میں نکات کی صورت میں پیش خدمت ہیں۔

- اس کی سب اہم خصوصیت اس کی قدامت ہے۔
- امام ابن ابی شیبہؒ کی یہ کتاب اس وقت لکھی گئی جب الگ سے اس موضوع پر کوئی کتاب تالیف نہیں کی گئی۔ اس وقت انہوں نے اس میں ان احادیث کو جمع کیا جو آداب نبویہ ﷺ اور اخلاق اسلامیہ کے متعلق تھیں۔
- اس کتاب کی اہم خصوصیت یہ کہ اس کتاب کی اکثر مرویات کتب صحاح ستہ میں موجود ہیں، اس کے علاوہ امام ابن ابی شیبہؒ نے اپنی ''المصنف'' میں بھی اکثر مرویات کو بیان کیا ہے۔ جو اس کی احادیث کی صحت اور حجت ہونے کی دلیل ہے۔
- امام ابن ابی شیبہؒ کی اس کتاب کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کتاب ''الادب '' کی ترتیب کتاب ''المصنف'' میں مذکور ''کتاب الادب'' کی ترتیب سے یکسر مختلف ہے۔ اس '' کتاب الادب ''میں احادیث کی تعداد زیادہ ہے۔ اس میں بہت سے ابواب ایسے ہیں جو ''المصنف'' میں موجود نہیں۔
- امام ابن ابی شیبہؒ نے اس کتاب میں روایات کو کثرت کے ساتھ جمع کیا ہے۔ اس کی روایات امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کی بیان کردہ شروط کے مطابق نہیں۔
- اس کتاب میں ابواب کی تعداد کم ہے جبکہ احادیث کی تعداد زیادہ ہے۔
- اخلاق آداب سے متعلق ایک مستند اور جامع مجموعہ ہے کیونکہ اس میں امام ابن ابی شیبہؒ نے اس میں وہی روایات جمع کیں ہیں جو اخلاق و آداب سے متعلق ہیں۔
- اس میں آپؒ نے مرفوع و متصل روایات کے ساتھ ساتھ مرسل، منقطع اور موقوف احادیث بھی بیان کی ہیں۔
- اس میں آپؒ نے اکثر روایات ایسی بھی جمع کیں ہیں جو موقوف یا صحیح ہیں اور بعض سنداً ضعیف بھی ہیں، لیکن وہ شیخین کی شرائط پر پوری اترتی ہیں۔
- اس کتاب کی اہمیت اور افادیت کا اس بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ کتب احادیث و فقہ و تفسیر کی وہ شروحات جن میں ادب و آداب اور اس کے متعلقات سے بحث کی جاتی ہے وہ اس کتاب سے مستغنی نہیں رہ سکتیں۔
- امام ابن ابی شیبہ کی کتاب کی حُسن ترتیب اور جمال تالیف انتہائی متاثر کن ہے۔
- یہ کتاب حدیث کی اسناد اور متون کے بارے میں اپنے مؤلف کی یگانہ روزگار مہارت اور بے مثال علمی وسعت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کیونکہ اس میں امام ابن ابی شیبہ نے کسی روایت میں موجود زائد الفاظ اور اس کی سند یا متن میں راویوں کے اختلافات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔
- اس میں بعض روایات ''**المسند** اور **المصنف لابن ابی شیبہ**''میں بھی موجود ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بعض دفعہ آپؒ اسی سند کے ساتھ ذکر

---

1 عبد اللہ بن محمد ،ابو بکر،ابن ابی شیبہ،کتاب الادب ،محقق :الدکتور رضا القھواجی دار البشائر الاسلامیہ،بیروت،۱۹۹۹ء، ص۷۸،رقم الحدیث(۳۵۶-۳۵۷-۵۸۳-۵۹۳).

2 کتاب الادب لابن ابی شیبۃ،ص۸۷ ،رقم الحدیث :۴۱۳ ۔

کرتے ہیں اور بعض دفعہ الگ اور منفرد سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

- اس میں اشعار بھی ہیں۔وہ اشعار بھی ہیں جو صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نبی اکرم ﷺ کی مدح میں لکھے ہیں۔
- امام ابن ابی شیبہ ؒ نے اپنی **''کتاب الادب''** میں احادیث کے ساتھ ساتھ آثار صحابہ و تابعین کو بھی جگہ دی ہے۔
- مؤلف ؒ نے اخلاق و آداب کے موضوع سے متعلق احادیث کو ایک جگہ پر یکجا کر دیا ہے۔
- امام ابن ابی شیبہ ؒ نے **''کتاب الادب ''** کی احادیث کو اپنے شیوخ کی اسناد سے بیان کیا ہے۔

کتاب کی توثیق

یہ کتاب **''الادب''** امام ابن ابی شیبہ ؒ کی ہے۔امام ابن ابی شیبہ ؒ کے تذکرہ نگاروں نے انکی تالیفات میں اس کو شمار کیا ہے اور اس کے علاوہ ابن ندیم نے بھی اس کا ذکر اپنی کتاب الفہرست میں ذکر کیا ہے۔اس کتاب کی توثیق اس طرح بھی ہو جاتی ہے، کہ اس میں تمام روایات امام ابن ابی شیبہ ؒ کے شیوخ کی ہیں۔اس کتاب کو آپ ؒ سے ابو بکر احمد بن علی بن سعید القرشی الاموی ؒ نے روایات کیا ہے۔اس کے علاوہ جنہوں نے اس کتاب کو روایت کیا ہے ان کے اسماء ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں۔''ابو علی محمد بن القاسم بن معروف ؒ، عبد الرحمن بن عثمان بن القاسم بن ابی نصر ؒ، ابو محمد عبد العزیز بن احمد الکتانی ؒ، ابو القاسم علی بن ابراہیم الحسینی ؒ، ابو المعالی عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن احمد بن صابر ؒ، عبد الرحمن بن ابراہیم بن احمد المقدسی ؒ کے اسماء شامل ہیں۔

اس کتاب کی سند یہ ہے: **((قال عبد الرحمن بن ابراهيم القدسى،اخبرنا ابو المعالى عبد الله بن عبد الرحمٰن بن احمد بن صابر السلمى الدمشقى سنة ست وستين خمسمائة،اخبرنا الشريف النسب ابو القاسم على بن ابراہيم بن العباس الحسينى سنة خمس و خمسمائة،اخبر نا ابو محمد عبد العزيز بن احمد الكتانى ،و الحسن بن على اللباد ،و احمد بن عبد الرحمن الطرايفى سنة خمس و اربعين و اربعمائة قالوا جميعا:اخبرنا الشيك ابو محمد عبد الرحمٰن بن عثمان بن القاسم ابى نصر اخبرنا عمى ابو على محمد بن القاسم بن معروف حدثنا ابو بكر احمد بن على بن سعيد القاضى عن ابى بكر بن ابى شيبة))**[1]

اس سند سے اس بات کی توثیق ہو جاتی ہے کہ یہ ''کتاب الادب'' بھی امام ابن ابی شیبہ ؒ کی ہی تصنیف ہے۔

تحقیقات وطبعات

اس کتاب پر دو مرتبہ تحقیق ہوئی ہے پہلی مرتبہ اس کتاب کو **''دار البشائر الاسلامیہ ،بیروت ''** نے ۱۹۹۹ء میں محمد رضا القہواجی کی تحقیق و تدقیق کے ساتھ شائع کیا۔اس کے علاوہ اس کتاب کو انہی محقق کی تحقیق کے ساتھ **''داراحیاء التراث العربی ،لبنان ''** نے ۱۹۹۹ء میں شائع کیا۔اسکے بعد اس کتاب کو حامد عبد اللہ المحلاوی التیمی کی تحقیق کے ساتھ **''دار الكتب العلمية ،بيروت،لبنان ''** نے ۲۰۱۳ء میں شائع کیا۔یہ کتاب انگلش میں بھی ترجمہ کی گئی ہے۔جو'' http//www. worldcat.org.com '' ویب سائٹ پر موجود ہے۔[2]

ڈاکٹر محمد رضا القہواجی کی **''کتاب الادب ''** پر تحقیق

''الادب لابن ابی شیبہ '' پر ایک ضخیم ،بسیط اور دقیق علمی محنت مشہور دانشور و محقق اور عظیم نقاد ڈاکٹر محمد رضا القہواجی کی ہے۔ڈاکٹر رضا القہواجی نے اس کتاب پر ایک عرصہ دراز تحقیق کا صرف کیا ہے۔ڈاکٹر محمد رضا القہواجی کی یہ تحقیق کردہ کتاب تحقیق، تدقیق، تعلیق اور فہارس سازی کے بعد **'' دار البشائر الاسلامیہ،بیروت''** نے دو اجزء کو ایک جلد کی شکل میں ۴۲۸ صفحات پر مشتمل کتاب کی صورت میں ۱۹۹۹ء میں شائع کیا۔انہوں نے اس کتاب کے شروع میں میں ایک مبسوط مقدمہ رقم کیا ہے جس میں انہوں کتاب اور صاحب کتاب کا تفصیلی تعارف پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اس عظیم اور علمی و تحقیقی کام کی نوعیت اور طریق کار اور طرز تحقیق پر روشنی ڈالی ہے۔انہوں نے جب اس کتاب پر تحقیق کرنا چاہی تو پہلے انہوں اس کے **'' مکتبہ ظاہریہ''** سے مخطوطات کو جمع کیا اور ایک مائیکرو فلم لی، اس کے بعد ان کا بنظر عمیق مطالعہ کیا۔اس کے علاوہ انہوں مخطوطات کے اداروں سے رجوع کیا جن میں ''استنبول، الازہر، عراق، الامارات، ریاض اور

---

1 کتاب الادب لابن ابی شیبة،ص۱۲۳۔

2http/www.worldcat.org/title/kitbaladab/oclc/1039588650/editions?referer=di&editionsView=true.12-12-2021-

باریس" جیسے مکتبات شامل ہیں۔ انہوں نے اس پر تحقیق کرتے **''المصنف''** میں مذکور کتاب الادب کو بھی مدنظر رکھا۔ اس کے علاوہ اس کتاب پر تحقیق کے بعد فہارس سازی میں بڑی وسعت سے کام لیا ہے۔ انہوں آیات قرآنیہ کی ایک علیحدہ اور احادیث نبویہ ﷺ کی علیحدہ اور اشعار کی علیحدہ فہرست قائم کی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ان تمام شیوخ امام ابن ابی شیبہ کے اسماء کی علیحدہ فہرست بنائی ہے جن سے امام ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب الادب میں روایات نقل کیں ہیں اس کے علاوہ اسماء الرجال اور موضوعات کی بھی فہرست قائم کی ہے۔ اس طرح کتاب سے استفادہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور ان کی **''کتاب الادب لابن ابی شیبة ''** پر تحقیق و تدقیق درجہ ذیل خصوصیات کی حامل ہے۔

- کتاب الادب کے مخطوطہ کو ذکر کیا ہے۔ بنظر عمیق، باریک بینی اور احتیاط کے ساتھ ان مخطوطات کا مطالعہ کیا ہے۔
- جنہوں نے امام ابن ابی شیبہ سے اس کتاب کو روایت کیا ہے ان کا محقق نے اجمالی تعارف بھی پیش کیا ہے۔
- احادیث کو بیان کرتے ہوئے حدیث کا نمبر بھی رقم کیا ہے تا کہ حدیث تلاش کرنے میں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔
- دوران تحقیق اگر دشواری کا سامنا کرنا پڑا، تو انہوں نے اُس دشوار مقام کو "المصنف" اور دیگر مخطوطات کے تناظر میں دیکھ کر تصحیح کی۔
- انہوں نے مکمل آیات قرآنیہ کو ذکر کیا جن کی طرف امام ابن ابی شیبہؒ نے اشارہ کیا تھا، اس کے علاوہ ان کے سورت اور آیت نمبر بھی ذکر کیا ہے۔
- اشعار کی نسبت ان کے قائلین کی طرف کی ہے۔
- انہوں نے احادیث کے کلمات میں پائے جانے والے تسامحات کی مستند کتابوں کی مدد سے تصحیح کی ہے۔
- مرفوع و موقوف اور مقطوع احادیث کے راویوں پر بھی جرح و تعدیل کی ہے۔
- مرفوع احادیث کی متابعات کے ساتھ مکمل تخریج اور احادیث و آثار کے حکم (صحیح، حسن، ضعیف، مرسل، معضل) کو بھی بیان کیا ہے۔
- مشکل، غریب اور نادر الفاظ کی وضاحت بھی کی ہے۔
- **''کتاب الادب''** میں مذکورہ آیات و آثار، اشعار، اسناد، اور اسماء الرجال کی فہارس بھی بیان کی ہے۔
- انہوں دوران تحقیق جن مصادر و مراجع کی طرف رجوع کیا ان کی فہرست بھی ذکر کی ہے۔
- اس کتاب میں مذکور روایات کو کتاب " المصنف" کی روایات کے تناظر میں بھی پرکھتے ہیں۔
- اگر کوئی سند منقطع ہے تو اس کے درمیان سے جو راوی منقطع ہو تو اس کو بھی بیان کرتے ہیں۔
- بعض جگہ راوۃ اور شیوخ کا تعارف بھی کرا دیتے ہیں۔
- اگر الفاظ کے خلط ملط ہونے کا اندیشہ ہو تو وہاں اعراب اور الفاظ کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں۔
- اگر کوئی حدیث تکرار کے ساتھ ہو تو اس کو بھی بیان کرتے ہیں اور رقم الحدیث بھی ذکر کرتے ہیں۔
- اگر کسی راوی یا متن حدیث میں کسی لفظ کی صراحت نہیں ہو رہی ہوتی ہے تو اس کو امام ابن ابی شیبہؒ کی "المصنف" کے تناظر میں تصحیح و تصویب کرتے ہیں۔

کتاب الادب میں اخلاقی تعلیمات

اسلامی تعلیمات میں اخلاق کو مرکزی اور بنیادی مقام حاصل ہے۔ قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ نے فرد کی اصلاح اور معاشرتی فلاح کے لیے جن اصولوں کو اساس بنایا ہے، ان میں اخلاقی اقدار کو نمایاں حیثیت دی گئی ہے۔ اسلام انسان کی ظاہری عبادات کے ساتھ اس کے باطن، کردار اور رویّوں کی تطہیر پر بھی یکساں زور دیتا ہے، کیونکہ ایک صالح معاشرہ اسی وقت وجود میں آتا ہے جب افراد اعلیٰ اخلاقی صفات سے آراستہ ہوں۔ اسی وجہ سے احادیثِ نبویہ میں عبادات کے ساتھ ساتھ انسانی معاملات، باہمی تعلقات اور اخلاقی رویّوں کی جامع رہنمائی ملتی ہے۔ حدیث کے مصادر میں کتاب الأدب کو ایک منفرد مقام حاصل ہے، کیونکہ یہ انسانی زندگی کے اخلاقی پہلوؤں کو نہایت ترتیب اور وضاحت کے ساتھ پیش کرتی ہے۔ اس باب میں آدابِ گفتگو، حسنِ معاشرت، حقوق العباد، ضبطِ نفس اور باہمی رواداری جیسے موضوعات پر مستند روایات جمع کی گئی ہیں، جو فرد کی اخلاقی تربیت اور معاشرے کی اصلاح میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ کتاب محض نظری اخلاقیات پر اکتفا نہیں کرتی بلکہ عملی زندگی میں اخلاقی اصولوں کے نفاذ کی واضح مثالیں بھی فراہم کرتی ہے۔ مشہور محدث ابن ابی شیبہ کی تصنیف کتاب الأدب اس اعتبار سے نہایت اہم ہے کہ اس میں انفرادی اخلاقیات کی تشکیل کے لیے قرآن و سنت کی روشنی میں مستند مواد پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں سچائی، تواضع، امانت داری، صبر، حلم اور عفو و درگزر جیسے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

بنیادی اخلاقی اوصاف کو احادیثِ نبویہ کے ساتھ صحابۂ کرامؓ اور تابعینؒ کے آثار کے ذریعے واضح کیا گیا ہے، جس سے اخلاقی تعلیمات کا ایک متوازن اور عملی نقشہ سامنے آتا ہے۔ یہ اوصاف نہ صرف فرد کی شخصیت کو سنوارتے ہیں بلکہ اجتماعی سطح پر عدل، امن اور باہمی اعتماد کو فروغ دیتے ہیں۔ زیرِ نظر فصل میں کتاب الأدب میں مذکور ان اخلاقی تعلیمات کا تحقیقی اور تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔ اس مطالعے کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اسلامی اخلاقیات کس طرح فرد کی داخلی اصلاح اور معاشرتی ہم آہنگی میں مؤثر کردار ادا کرتی ہیں، اور عصرِ حاضر کے تناظر میں ان تعلیمات کی عملی اہمیت کیا ہے۔ اس طرح یہ فصل اخلاقِ اسلامی کی فکری گہرائی اور عملی افادیت دونوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کرے گی۔

انفرادی اخلاقی تعلیمات

اسلامی فکر میں انفرادی اخلاقیات انسان کی ہمہ جہت تربیت کا بنیادی ستون سمجھی جاتی ہیں کیونکہ فرد کی اصلاح ہی دراصل معاشرے کی اصلاح کی پہلی سیڑھی ہے۔ اسلام انسان کو محض ظاہری اعمال تک محدود نہیں رکھتا بلکہ اس کے دل، نیت اور فکر کی درستگی پر خصوصی توجہ دیتا ہے تاکہ انسان کا باطن اور ظاہر ایک دوسرے کے مطابق ہو جائیں۔ اسی ہم آہنگی کے نتیجے میں انسان کے اقوال و افعال میں توازن، سنجیدگی اور ذمہ داری پیدا ہوتی ہے، جو ایک صالح شخصیت کی پہچان ہے۔ سچائی اسلام میں انفرادی اخلاقیات کی اساس ہے، کیونکہ یہی صفت انسان کے کردار میں اعتماد اور وقار پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح امانت داری فرد کو ذمہ دار اور قابلِ بھروسا بناتی ہے، جب کہ تواضع انسان کو تکبر اور خود پسندی سے محفوظ رکھ کر اس کے رویّے میں نرمی اور انکساری پیدا کرتی ہے۔ صبر اور حلم انسان کو ناگوار حالات میں جذباتی بے اعتدالی سے بچاتے ہیں اور اسے سوچ سمجھ کر فیصلے کرنے کی صلاحیت عطا کرتے ہیں۔ عفو و درگزر کی صفت انسان کو انتقام اور نفرت کے جذبات سے آزاد کر کے برداشت، رواداری اور حسنِ سلوک کی طرف مائل کرتی ہے، جو باہمی تعلقات کی مضبوطی کا اہم ذریعہ ہے۔ اسلامی انفرادی اخلاقیات کا مقصد صرف یہ نہیں کہ انسان اپنی ذات کی حد تک نیک بن جائے، بلکہ اصل ہدف ایک ایسا متوازن اور باکردار فرد تیار کرنا ہے جو اپنے گفتار اور کردار کے ذریعے دوسروں کے لیے سہولت، اطمینان اور خیر کا سبب بنے۔ جب انسان اپنے نفس پر قابو پا کر خواہشات کو اعتدال میں رکھتا ہے، زبان کو محتاط انداز میں استعمال کرتا ہے اور اپنے اعمال میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھتا ہے تو اس کے اثرات براہِ راست معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں۔ اس طرزِ عمل سے باہمی اعتماد فروغ پاتا ہے، اختلافات میں کمی آتی ہے اور افراد ایک دوسرے کے حقوق کا شعور حاصل کرتے ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ انفرادی اخلاقی تعلیمات انسان کی داخلی تطہیر کے ساتھ اس کی سماجی ذمہ داریوں کو بھی واضح کرتی ہیں۔ ایک اخلاقی طور پر مضبوط فرد نہ صرف اپنی ذات کو سنوارتا ہے بلکہ اپنے خاندان، ماحول اور معاشرے میں مثبت تبدیلی کا ذریعہ بنتا ہے۔ اسی انفرادی اصلاح کے تسلسل سے ایک ایسا معاشرہ وجود میں آتا ہے جو امن، عدل، خیر خواہی اور باہمی احترام کی اقدار پر قائم ہوتا ہے، اور یہی اسلامی اخلاقیات کا حقیقی مقصود ہے۔[1]

1۔ سچائی (الصدق)

لغت میں صدق کے معنی ہیں: قول اور عمل میں مطابقت، یعنی بات اور حقیقت کا ایک ہونا۔ اصطلاحاً صدق اس اخلاقی وصف کا نام ہے جس کے تحت انسان نیت، زبان اور عمل، تینوں میں حق پر قائم رہے۔ اسلامی اخلاقیات میں سچائی کو تمام اخلاقی اقدار کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔[2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدق کو لازم رکھو، کیونکہ صدق نیکی کی ہدایت دیتا ہے اور نیکی جنت کی ہدایت دیتی ہے، ایک انسان ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کا قصد کرتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے نزدیک سچا لکھ دیا جاتا ہے اور تم جھوٹ سے بچو اور جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں، ایک بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کا قصد کرتا ہے، حتیٰ کہ وہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے"۔[3]

کتاب الأدب میں سچائی کے باب کے تحت نبی کریم ﷺ کی یہ تعلیم نقل کی گئی ہے کہ سچ انسان کو نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اس باب میں صحابہؓ کے ایسے آثار بھی جمع کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دنیاوی نقصان کے باوجود جھوٹ سے اجتناب کرتے تھے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ

---

1 کلانی، محمد اقبال ،اسلامی اخلاقیات اور کردار سازی، حدیث پبلی کیشنز ،لاہور ،2024،ص:55

2 القاسمی،محمد، اسلامی اخلاقیات کے بنیادی مقاصد، اسلامک ریسرچ سینٹر پبلیکیشنز، کراچی ،2019،ص:23

3 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول اللہ ﷺ وسننه وأيامه، رقم الحديث : 6094

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

سچائی محض اخلاقی نصیحت نہیں بلکہ عملی طرزِ حیات ہے۔[1]

ج۔ اخلاقی و نفسیاتی تجزیہ

اخلاقی طور پر امانت وہ وصف ہے جو انسان کو دوسروں کے اعتماد کا قابل بناتا ہے اور معاشرتی تعلقات میں استحکام کا اہم ستون قرار پایا ہے۔ امانت میں لفظی سچائی کے ساتھ ساتھ انسان کی ذمہ داریوں، عہد و پیمان، اور مالی و اخلاقی حقوق کی حفاظت شامل ہے۔ ایک امانت دار فرد نہ صرف دوسروں کے حقوق کا خیال رکھتا ہے بلکہ اپنی روش اور وعدوں میں مستقل مزاجی بھی دکھاتا ہے، جس سے اس کے ارد گرد اعتماد، احترام اور تعاون کی فضا قائم ہوتی ہے۔ نفسیاتی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو امانت دار شخص میں ذمّہ داری کے شعور کا زبردست اثر ہوتا ہے۔ وہ اپنے اعمال اور نتائج کی ذمّہ داری لیتا ہے، اپنے ضمیر کی آواز کو تسلیم کرتا ہے، اور غیر اخلاقی کمزوریوں جیسے بہکاؤ، لالچ یا خوف کے مقابلے میں اصول پسندی کا انتخاب کرتا ہے۔ اس طرح خود اعتمادی، فکری توازن اور شخصیت کی پختگی اس کے اندر مضبوط ہوتی ہے۔ امانت کا یہ اخلاقی و نفسیاتی امتزاج نہ صرف فرد کو بااثر بناتا ہے بلکہ اجتماعی سطح پر بھی بھروسے اور انصاف کی فضا کو فروغ دیتا ہے۔ اسلامی ادبِ اخلاق میں بھی امانت کو معاشرتی نظام کی مضبوطی کے ساتھ براہِ راست منسلک کیا گیا ہے؛ کیونکہ جب افراد اپنے ذمہ دار کردار کو سچائی اور امانت کے ساتھ نبھاتے ہیں تو سماجی تعلقات میں بے اعتمادی، دھوکہ دہی اور انتشار کی گنجائش کم ہو جاتی ہے اور نتیجتاً ایک متوازن اور پُر امن معاشرہ وجود میں آتا ہے۔[2]

2۔ تواضع (التواضع)

تواضع کا لغوی معنی ہے: جھکنا اور نرم ہونا۔ اصطلاحاً تواضع اس اخلاقی کیفیت کا نام ہے جس میں انسان اپنی حقیقت کو پہچانتے ہوئے تکبر اور خود پسندی سے اجتناب کرتا ہے۔[3]

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" إِنَّ اللهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ))[4]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھ کو وحی کی ہے کہ تم لوگ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے"۔

کتاب الأدب میں تواضع کے متعدد ابواب اس وصف کی اہمیت اور اس کے عملی مظاہر پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ان ابواب میں نبی ﷺ کی سادہ اور متواضع زندگی کے اسباق کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ کے عاجزانہ طرزِ عمل کے واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں۔ یہ واقعات نہ صرف فرد کی اخلاقی تربیت کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں بلکہ معاشرتی تعلقات میں انکساری اور احترام کے کلیدی کردار کو بھی واضح کرتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسلوب میں یہ ظاہر کیا ہے کہ حقیقی عظمت کا معیار نہ ظاہری مرتبے یا دولت و شہرت میں ہے اور نہ طاقت یا اقتدار میں، بلکہ یہ انسان کی داخلی صفات، اخلاقی انکساری اور دوسروں کے ساتھ نرم مزاج رویے میں پنہاں ہے۔ تواضع ایک ایسا وصف ہے جو انسان کو غرور، تکبر اور خود پسندی سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کے رویّے میں نرم مزاجی، بردباری اور باہمی احترام پیدا کرتا ہے۔ جب فرد اپنی ذات کو صحیح انداز میں پہچانتا ہے اور دوسروں کے ساتھ عاجزی و شائستگی کے ساتھ پیش آتا ہے تو نہ صرف اس کی شخصیت نکھرتی ہے بلکہ معاشرتی ہم آہنگی اور اعتماد کی فضا بھی قائم ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی اخلاقیات میں تواضع کو نہ صرف فرد کی ذاتی ترقی کے لیے بلکہ ایک متوازن اور پُر امن معاشرہ قائم کرنے کے لیے بنیادی وصف قرار دیا گیا ہے۔[5]

تواضع انسان کی شخصیت میں ایک ایسا وصف پیدا کرتی ہے جو اسے حق پر قائم رہنے اور قبولِ حق کے اہل بناتا ہے۔ ایک متواضع فرد نہ صرف اپنی ذات کی حقیقت کو پہچانتا ہے بلکہ دوسروں کے نظریات اور احساسات کا احترام بھی کرتا ہے، جس سے اس کے اقوال و اعمال میں توازن اور حسنِ سلوک قائم رہتا ہے۔ تواضع کے یہ اخلاقی

1 ابن ابی شیبہ، المصنف: کتاب الأدب، دار الفکر، بیروت، 1994، ص :45

2 حیات، یاسر، اسلامی اخلاقیات: امانت، کردار اور معاشرتی فلاح،دارالاشاعت، لاہور ، 2021 ، ص:45 -

3 القاسمی،محمد، اسلامی اخلاقیات کے بنیادی مقاصد، اسلامک ریسرچ سینٹر پبلیکیشنز، کراچی ،2019،ص:23-

4 مصنف ابن ابی شیبہ،کتاب الأدب،حدیث: 34058 -

5 ابن ابی شیبہ، المصنف: کتاب الأدب، دار الفکر، بیروت، 1994، ص :47-

اثرات فرد کی روحانی نشوونما اور معاشرتی تعلقات کی مضبوطی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ نفسیاتی اعتبار سے، متواضع انسان خود پسندی، غرور اور برتری کے احساس سے آزاد رہتا ہے، جس سے اس کے اندر نفسیاتی سکون اور فکری توازن پیدا ہوتا ہے۔ یہ آزادی نہ صرف فرد کی ذاتی خوشحالی میں اضافہ کرتی ہے بلکہ معاشرتی تعلقات میں بھی اصلاح اور ہم آہنگی لاتی ہے۔ متواضع شخص دوسروں کے ساتھ حسنِ تعامل اختیار کرتا ہے، اختلافات میں نرمی دکھاتا ہے اور باہمی احترام کی فضا قائم رکھتا ہے، جس سے معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ ملتا ہے۔ کتاب الأدب میں تواضع کو نہ صرف فرد کی داخلی اصلاح بلکہ اجتماعی سطح پر معاشرتی ہم آہنگی کا بنیادی عنصر قرار دیا گیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے نبی ﷺ کی سادہ زندگی اور صحابہؓ کے عاجزانہ رویوں کے واقعات کے ذریعے واضح کیا کہ حقیقی عظمت ظاہری مرتبے یا طاقت میں نہیں بلکہ اخلاقی انکساری اور نرم مزاجی میں ہے۔[1]

3۔ امانت (الأمانة)

لغوی طور پر امانت کے معنی ہیں: حفاظت اور ذمہ داری۔ اصطلاحاً ہر وہ حق جو انسان کے سپرد کیا جائے، خواہ مال ہو، راز ہو یا منصب، اس کی دیانت داری سے ادائیگی امانت کہلاتی ہے۔[2]

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امانت ضائع کردی جائے تو قیامت کا انتظار کرو' سائل نے پوچھا امانت کیسے ضائع ہوگی؟ آپ نے فرمایا جب کوئی منصب کسی نااہل کے سپرد کردیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو"۔[3]

کتاب الأدب میں امانت کو اسلامی اخلاقیات اور ایمان کے ساتھ براہِ راست منسلک کیا گیا ہے۔ اس تعلیم کے مطابق جس انسان میں امانت نہیں، اس کا ایمان مکمل نہیں سمجھا جاتا، کیونکہ امانتداری نہ صرف فرد کی ذاتی صفات کی عکاس ہے بلکہ اس کا تعلق اللہ کے ساتھ تعلق اور اس کے احکام کی پابندی سے بھی ہے۔ امانت دار انسان اپنے عہد، وعدے اور ذمہ داریوں میں سچے رہتے ہوئے دوسروں کے حقوق کا خیال رکھتا ہے، جو ایمان کے عملی اظہار کا ایک لازمی حصہ ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں صحابہ کرامؓ کے متعدد واقعات نقل کیے ہیں جن میں انہوں نے امانت کی ادائیگی کو صرف اخلاقی فریضہ نہیں بلکہ دینی ذمہ داری اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔ یہ آثار اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ امانتداری نہ صرف انسانی تعلقات میں اعتماد اور استحکام پیدا کرتی ہے بلکہ یہ روحانی ترقی اور ایمان کی مضبوطی میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ اس کے نتیجے میں واضح ہوتا ہے کہ امانت صرف ایک فردی صفت نہیں، بلکہ ایمان کی عملی شکل اور معاشرتی بھلائی کا بنیادی ستون ہے۔ ایک مومن انسان اپنی ذاتی، معاشرتی اور دینی ذمہ داریوں میں امانتدار رہ کر نہ صرف اپنی شخصیت کو سنورتا ہے بلکہ معاشرت میں اعتماد، انصاف اور ہم آہنگی کی فضا بھی قائم کرتا ہے۔[4]

تواضع انسان کی شخصیت میں ایک ایسا وصف پیدا کرتی ہے جو اسے حق پر قائم رہنے اور قبولِ حق کے اہل بناتا ہے۔ ایک متواضع فرد نہ صرف اپنی ذات کی حقیقت کو پہچانتا ہے بلکہ دوسروں کے نظریات اور احساسات کا احترام بھی کرتا ہے، جس سے اس کے اقوال و اعمال میں توازن اور حسنِ سلوک قائم رہتا ہے۔ تواضع کے یہ اخلاقی اثرات فرد کی روحانی نشوونما اور معاشرتی تعلقات کی مضبوطی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ نفسیاتی اعتبار سے، متواضع انسان خود پسندی، غرور اور برتری کے احساس سے آزاد رہتا ہے، جس سے اس کے اندر نفسیاتی سکون اور فکری توازن پیدا ہوتا ہے۔ یہ آزادی نہ صرف فرد کی ذاتی خوشحالی میں اضافہ کرتی ہے بلکہ معاشرتی تعلقات میں بھی اصلاح اور ہم آہنگی لاتی ہے۔ متواضع شخص دوسروں کے ساتھ حسنِ تعامل اختیار کرتا ہے، اختلافات میں نرمی دکھاتا ہے اور باہمی احترام کی فضا قائم رکھتا ہے، جس سے معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ ملتا ہے۔ کتاب الأدب میں تواضع کو نہ صرف فرد کی داخلی اصلاح بلکہ اجتماعی سطح پر معاشرتی ہم آہنگی کا بنیادی عنصر قرار دیا گیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے نبی ﷺ کی سادہ زندگی اور صحابہؓ کے عاجزانہ رویوں کے واقعات کے ذریعے واضح کیا کہ حقیقی عظمت ظاہری مرتبے یا طاقت میں نہیں بلکہ اخلاقی انکساری اور نرم مزاجی میں ہے۔

---

1 القاسمی، محمد، اسلامی اخلاقیات کے بنیادی مقاصد، اسلامک ریسرچ سینٹر پبلیکیشنز، کراچی ،2019،ص:68۔

2 حیات، یاسر، اسلامی اخلاقیات: امانت، کردار اور معاشرتی فلاح،دارالاشاعت، لاہور ، 2021 ، ص:90۔

3 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه، رقم الحديث : 59 -

4 ابن ابی شیبہ، المصنف: كتاب الأدب، دار الفكر، بيروت، 1994، ص :112۔

4.صبر (الصبر)

لغت میں صبر کے معنی ہیں: روکنا اور ثابت قدم رہنا۔ اصطلاحاً صبر اس اخلاقی قوت کا نام ہے جس کے ذریعے انسان مشکلات، جذبات اور خواہشات پر قابو پاتا ہے۔[1]

((قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى))[2]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"صبر تو وہ ہے جو مصیبت کے اول وقت میں ہو"۔

کتاب الآدب میں صبر کو انسانی شخصیت کے اعلیٰ اخلاقی معیار کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ صبر کا مفہوم محض برداشت تک محدود نہیں بلکہ یہ انسان کو مشکلات، مصائب اور غصے کے مواقع پر ضبطِ نفس اختیار کرنے کی تربیت دیتا ہے۔ ایک صابر فرد نہ صرف اپنی خواہشات اور جذبات پر قابو پاتا ہے بلکہ اپنے رویّے میں اعتدال اور تسلسل قائم رکھتا ہے، جس سے اس کی اخلاقی اور نفسیاتی پختگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں صحابہؓ کے متعدد آثار نقل کیے ہیں، جن میں صبر کو ایمان کی قوت اور روحانی استقامت کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ یہ آثار یہ واضح کرتے ہیں کہ صبر نہ صرف روحانی ترقی کا ذریعہ ہے بلکہ فرد کی اجتماعی ذمہ داریوں اور معاشرتی تعلقات میں استحکام پیدا کرتا ہے۔ صبر کی یہ اخلاقی اور عملی اہمیت انسان کو زندگی کے نشیب و فراز میں ثابت قدم رہنے اور برائی یا انتقام کی تحریک سے بچنے کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔[3]

5۔ عفوودرگزر(العفو والصفح)

عفو کے لغوی معنی ہیں: مٹا دینا، اور صفح کے معنی ہیں: درگزر کرنا۔ اصطلاحاً عفوودرگزر اس اخلاقی وصف کا نام ہے جس میں انسان بدلہ لینے کی قدرت کے باوجود معاف کر دیتا ہے۔[4]

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْئٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْئٌ مِنْ مَحَارِمِ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَل))[5]

"سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنھا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ ہی کسی خادم کو مارا سوائے اس کے کہ اللہ جل جلالہ کے راستے میں جو جہاد کیا جاتا ہے اور جس نے بھی آپ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچائی تو آپ ﷺ نے اس سے بدلہ نہیں لیا سوائے اس کے کہ جس نے اللہ جل جلالہ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو آپ ﷺ نے اللہ جل جلالہ ہی کے لئے اس سے انتقام لیا"۔

کتاب الآدب میں عفوودرگزر کو اخلاقی کمال اور انسانی عظمت کی اعلیٰ ترین صورت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس صفت کا مقصد محض کسی غلطی کو نظر انداز کرنا نہیں، بلکہ دل کی تنگی، انتقام اور کینہ پروری سے بلند ہو کر خیر خواہی اور حسنِ سلوک کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ عفو انسان کو اپنے جذبات پر قابو پانے، غصے کو ضبط کرنے اور منفی ردِ عمل کے بجائے مثبت رویہ اپنانے کی تربیت دیتا ہے، جو اخلاقی بلندی کی واضح علامت ہے۔ کتاب الآدب میں نبی ﷺ کی سیرتِ مبارکہ اور صحابہ کرامؓ کے متعدد واقعات نقل کیے گئے ہیں جن سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ انہوں نے ذاتی اذیت، ناانصافی اور تکلیف کے مواقع پر بھی معافی کو ترجیح دی۔ یہ طرزِ عمل اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ عفوودرگزر کمزوری نہیں بلکہ مضبوط کردار، بلند حوصلگی اور ایمان کی پختگی کی علامت ہے۔ ایسے واقعات یہ سبق دیتے ہیں کہ معاف کرنا دلوں کو جوڑنے، دشمنی کو ختم کرنے اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دینے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ یوں کتاب الآدب کی روشنی میں عفوودرگزر ایک ایسا اخلاقی وصف بن کر سامنے آتا ہے جو فرد کی روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ معاشرتی امن اور باہمی احترام کی بنیاد رکھتا ہے۔ جب انسان ذاتی مفاد اور انا سے بالاتر ہو کر معافی کا راستہ اختیار کرتا ہے تو وہ نہ صرف اپنی شخصیت کو اخلاقی بلندی عطا کرتا ہے بلکہ معاشرے میں رواداری، محبت اور اعتماد کی فضا بھی قائم کرتا ہے، جو اسلامی اخلاقیات کا بنیادی مقصد ہے۔[6]

اخلاقی اعتبار سے عفوودرگزر انسان کو اعلیٰ اخلاقی مرتبہ عطا کرتا ہے، کیونکہ یہ صفت انسان کو ذاتی انا، انتقام اور سختی سے بلند کر کے اخلاقی وقار اور روحانی بالیدگی کی طرف لے جاتی ہے۔ معاف کرنے والا فرد محض دوسرے کی لغزش کو نظر انداز نہیں کرتا بلکہ اپنے کردار کے ذریعے یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کے فیصلے جذبات کے

---

1 علی ، محمد ، اسلامی اصطلاحات کا لغوی و فقہی ترجمہ ،اسلامک پبلشرز ، لاہور ،2024،ص: 45۔
2 ابن ابی شیبہ، المصنف: کتاب الفضائل، رقم الحدیث : 12465 ۔
3 ابن ابی شیبہ، المصنف: کتاب الأدب، دار الفکر، بیروت، 1994، ص :156۔
4 علی ، محمد ، اسلامی اصطلاحات کا لغوی و فقہی ترجمہ ،اسلامک پبلشرز ، لاہور ،2024،ص: 58۔
5 ابن ابی شیبہ، المصنف: کتاب الفضائل، رقم الحدیث : 22580۔
6 ابن ابی شیبہ، المصنف: کتاب الأدب، دار الفکر، بیروت، 1994، ص :201۔

بجائے اخلاقی اصولوں کے تابع ہیں۔ عفو انسان کو تحمل، برداشت اور خیر خواہی کا خوگر بناتا ہے، جس سے اس کی شخصیت میں وقار اور اخلاقی استحکام پیدا ہوتا ہے۔ نفسیاتی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو عفو و درگزر انسان کو نفرت، غصے اور ذہنی کشمکش کے بوجھ سے نجات دلاتا ہے۔ معاف کرنے والا شخص دل کی گرہیں کھول دیتا ہے، جس کے نتیجے میں ذہنی سکون، داخلی اطمینان اور جذباتی توازن حاصل ہوتا ہے۔ یہ نفسیاتی آسودگی نہ صرف فرد کی ذہنی صحت کے لیے مفید ہے بلکہ اس کے سماجی تعلقات میں بھی مثبت تبدیلی لاتی ہے، کیونکہ معافی باہمی کشیدگی کو کم کر کے اعتماد اور امن کی فضا قائم کرتی ہے۔

والدین کے حقوق: والد کا حق اور اولاد کی ذمہ داری

اسلام میں والدین کا مقام بہت بلند ہے۔ قرآن و سنت نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، ان کی خدمت، اور احترام کو نیکیوں میں سب سے اونچا درجہ دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث والد کے حق کی اہمیت پر خاص طور پر روشنی ڈالتی ہے، اور بتاتی ہے کہ اولاد خواہ کتنی بھی خدمت کر لے، وہ اپنے والد یا والدہ کے احسانات کا پورا بدلہ نہیں چکا سکتی۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:"لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ"))[1]

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کوئی بیٹا اپنے والد کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر یہ کہ وہ اسے غلام پائے اور اسے خرید کر آزاد کر دے"۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والد کے حقوق نہایت وسیع اور عظیم ہیں۔ انسان چاہے اپنی پوری زندگی والد کی خدمت، اطاعت، اور محبت میں گزار دے، پھر بھی وہ اس کا حق پوری طرح ادا نہیں کر سکتا۔ والد نے اپنی زندگی کے بہترین سال اولاد کی پرورش، تعلیم، اور رہنمائی میں صرف کیے ہوتے ہیں۔ وہ اپنی خواہشات قربان کر کے اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے کوشش کرتا ہے اور ان کی کامیابی کو اپنی کامیابی سمجھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے غلامی کی مثال دے کر یہ بات واضح فرمائی کہ اگر کبھی بیٹے کو یہ موقع ملے کہ وہ اپنے والد کو غلامی سے خرید کر آزاد کرے، تو یہی عمل شاید اس حد تک ہو کہ والد کے احسان کا کچھ بدل ہو سکے۔ اس مثال میں دراصل یہ پیغام پوشیدہ ہے کہ والدین کے احسانات اور قربانیاں اتنی گہری اور بے پایاں ہیں کہ اولاد کی ساری محنت و خدمت بھی ان کے ایک دن کے احسان کے برابر نہیں۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی میں والدین کی عزت، خدمت، اور رضا کو ہمیشہ مقدم رکھے، کیونکہ ان کی خوشی میں ہی دنیا و آخرت کی کامیابی پوشیدہ ہے۔[2]

دورِ جدید میں تطبیق

- اگرچہ آج غلامی کا نظام موجود نہیں ہے، مگر اس حدیث کا پیغام آج بھی زندہ اور مؤثر ہے۔
- ہمیں اپنے والدین کی خدمت اور ان کے آرام کو اپنی ترجیح بنانا چاہیے۔
- ان کی مالی، جسمانی، اور جذباتی ضرورتوں کا خیال رکھنا، ان کی عزت کرنا، اور ان کے فیصلوں میں ان کی رہنمائی کو تسلیم کرنا اسی حدیث کا عملی مظہر ہے۔
- جدید معاشرے میں جہاں لوگ مصروف زندگی گزارتے ہیں، والدین کے لیے وقت نکالنا، ان کی بات سننا، اور ان کے ساتھ محبت و خلوص سے پیش آنا اس حدیث پر عمل کی جدید شکل ہے۔

مثلاً: کوئی اولاد اپنے والدین کو بڑھاپے میں بہترین دیکھ بھال فراہم کرے، انہیں احساسِ تنہائی سے بچائے یا ان کی پسند کے مطابق زندگی کے فیصلوں میں ان کا احترام کرے تو یہ دراصل اسی تعلیم کی روح ہے۔

عدل و احترامِ مسلمان

معاشرتی اخلاق میں عدل کو ایک مرکزی اور بنیادی ستون کی حیثیت حاصل ہے کیونکہ یہی وہ اصول ہے جو کسی بھی معاشرے میں توازن، امن اور باہمی اعتماد کو برقرار رکھتا ہے۔ عدل کا مفہوم محض انصاف فراہم کرنے تک محدود نہیں بلکہ اس میں ہر فرد کو اس کے حقوق دینا بغیر کسی تفریق کے یکساں سلوک کرنا اور ذاتی خواہشات و مفادات سے بالاتر ہو کر حق پر مبنی فیصلے کرنا شامل ہے۔ جب کسی معاشرے کے افراد اپنی روزمرہ زندگی میں عدل کو اپناتے ہیں اور ادارے اپنی پالیسیوں اور فیصلوں میں

---

1 مصنف ابن ابی شیبہ، مترجم:مولانا ادریس سرور، مکتبہ رحمانیہ ، لاہور، ج:07، حدیث :25907 -
2 تقی عثمانی،مفتی، درس ترمذی ، مکتبۃ دارالعلوم، کراچی ،2010، ج:3،ص: 145 -

انصاف کو ترجیح دیتے ہیں تو ظلم، ناانصافی، استحصال اور بداعتمادی جیسے منفی عناصر خود بخود کم ہونے لگتے ہیں۔ عدل نہ صرف فرد کی اخلاقی تربیت کا عکاس ہوتا ہے بلکہ یہ اجتماعی سطح پر مضبوط معاشرتی ڈھانچے کی بنیاد بھی بنتا ہے۔ ایک منصفانہ معاشرے میں ہر شخص خود کو محفوظ اور باوقار محسوس کرتا ہے، جس کے نتیجے میں باہمی احترام، رواداری اور ہم آہنگی کو فروغ ملتا ہے۔ اس کے برعکس جہاں عدل کا فقدان ہو وہاں بے چینی، انتشار اور بداعتمادی جنم لیتی ہے، جو ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹ بن جاتی ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر عدل کو اپنی زندگی کا لازمی جزو بنائیں تاکہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جا سکے جو نہ صرف مضبوط اور مستحکم ہو بلکہ ترقی، خوشحالی اور فلاح کا حقیقی مظہر بھی ہو۔

((عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: «إذا قَدِمَ أحدكم على قومه فليُكرِمْ أخاهُ المسلمَ، ولا يُغَيِّرْ عليه مِلْءَ كَفِّه من أَثَرِهِ، فإنَّ ذلك من العدل والمودّة))[1]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے قوم والوں کے پاس آئے تو اپنے مسلمان بھائی کی عزت کرے اور اس کے حق میں اپنی ہتھیلی بھر اثر بھی نہ تبدیل کرے کیونکہ یہ عدل اور محبت کا شعار ہے"۔

اس قول میں حضرت ابوہریرہ نے نہایت سادہ مگر گہرا معاشرتی اصول بیان فرمایا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے لوگوں یا کسی مجلس میں آئے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی عزت و تکریم کرے، اس کے ساتھ احترام اور محبت کا برتاؤ کرے، اور کسی بھی صورت میں اس کے حق میں معمولی سی بھی کمی یا زیادتی نہ کرے۔ یہاں "ہتھیلی بھر اثر بھی نہ تبدیل کرے" سے مراد یہ ہے کہ انسان انصاف کے معاملے میں ذرہ برابر بھی جانبداری یا ناانصافی کا مظاہرہ نہ کرے، چاہے معاملہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ اس تعلیم میں دراصل عدل اور محبت کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ یعنی حقیقی محبت وہی ہے جو انصاف پر مبنی ہو، اور سچا انصاف وہی ہے جس میں دل میں اخلاص اور خیر خواہی موجود ہو۔ اگر کوئی شخص محبت کے نام پر کسی کے ساتھ زیادتی کرے یا کسی کے حق کو دبائے تو وہ محبت نہیں بلکہ ناانصافی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص انصاف کرتے وقت سختی یا بے حسی اختیار کرے تو وہ بھی اخلاقِ حسنہ کے خلاف ہے۔ اس سے ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ معاشرے میں تعلقات کی بنیاد صرف جذبات پر نہیں بلکہ انصاف اور احترام پر ہونی چاہیے۔ جب لوگ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں، معمولی باتوں میں بھی انصاف قائم رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں تو معاشرہ مضبوط، پرامن اور خوشگوار بن جاتا ہے۔ یہی طرزِ عمل اسلامی معاشرت کی اصل روح ہے، جس میں عدل، محبت اور باہمی احترام ایک ساتھ چلتے ہیں۔

دور جدید میں تطبیق

کسی رشتہ دار کی بات کو ہلکی سمجھنا، اس کے مشورے کو نظرِ استحقاف سے دیکھنا یا اس کی موجودگی محسوس کر روکنا—اس کے "اَثر" کو کم کرنے کے مترادف ہے، تو یہ حدیث کے اصول کے خلاف ہے۔

گھر کے فیصلوں میں چھوٹی بہن، چھوٹا بھائی یا کمزور مالی حالت والے کے حصے، عزت یا رائے کو لاپرواہی سے نہیں کرنا۔

کسی کے حقوق یا احترام کو اپنے منفعت یا اپنے بچوں کے فائدے کے لیے نہ کم کرنا۔

2۔ حسن اخلاق

عدلِ اخلاقی اور احترامِ معاشرتی (حسنِ خلق) انسانی کردار کی بنیادی اور نہایت اہم خوبیاں ہیں جو ایک مہذب، پُرامن اور متوازن معاشرے کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ عدلِ اخلاقی کا مطلب یہ ہے کہ انسان ہر حال میں انصاف، دیانت داری اور سچائی کو اختیار کرے، خواہ اسے ذاتی نقصان ہی کیوں نہ اٹھانا پڑے۔ یہ صفت انسان کو حق اور باطل میں تمیز سکھاتی ہے اور اسے ہر معاملے میں اعتدال اور دیانت کے ساتھ فیصلہ کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ دوسری طرف حسنِ خلق یا احترامِ معاشرتی سے مراد یہ ہے کہ انسان دوسروں کے ساتھ نرمی، شائستگی، برداشت اور عزت و احترام کے ساتھ پیش آئے۔ یہ خوبی نہ صرف ذاتی تعلقات کو مضبوط بناتی ہے بلکہ معاشرتی ہم آہنگی کو بھی فروغ دیتی ہے۔ ایک خوش اخلاق شخص دوسروں کے دلوں میں جگہ بنا لیتا ہے اور اختلافات کو محبت اور حکمت سے حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جب کوئی فرد عدلِ اخلاقی اور حسنِ خلق کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیتا ہے تو اس کی شخصیت میں وقار، اعتماد اور کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے افراد نہ صرف اپنے لیے بلکہ پورے معاشرے کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے معاشرے میں امن، بھائی چارہ، برداشت اور باہمی احترام کی فضا قائم ہوتی ہے، جو کسی بھی ترقی

---

1 مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الأدب و فضائل، حدیث نمبر:24918 -

یافتہ اور کامیاب معاشرے کی بنیاد ہوتی ہے۔

((قال رسول اللہ ﷺ:"لن تسعوا الناس بأموالكم، فليسعهم منكم بسط الوجه وحسن الخلق))(1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"تم لوگ اپنے مال کے ذریعہ لوگوں کو کبھی نہیں سمجھان پائیں گے، پس چاہیے کہ لوگوں کو تمہارے کھلے چہرے اور اچھے اخلاق سے مطمئن کرو"۔

اس حدیثِ مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے انسانی تعلقات کی ایک نہایت اہم حقیقت کو واضح فرمایا ہے۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان اپنے مال و دولت کے ذریعے لوگوں کے دل مکمل طور پر نہیں جیت سکتا۔ یعنی دولت وقتی طور پر کسی کو متاثر تو کر سکتی ہے، مگر دلوں میں حقیقی محبت، اعتماد اور عزت پیدا نہیں کر سکتی۔ مال کی کشش عارضی ہوتی ہے، جبکہ اخلاق کی تاثیر دیرپا اور گہری ہوتی ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے تاکید فرمائی کہ لوگوں کو اپنے "کھلے چہرے" اور "اچھے اخلاق" کے ذریعے مطمئن کرو۔ کھلے چہرے سے مراد مسکراہٹ، خوش دلی اور مثبت رویہ ہے، جو دوسروں کے دل میں اپنائیت پیدا کرتا ہے۔ جبکہ اچھے اخلاق میں نرمی، برداشت، سچائی، امانت داری اور دوسروں کا احترام شامل ہیں۔ جب انسان ان صفات کو اپناتا ہے تو لوگ اس کی طرف خود بخود مائل ہوتے ہیں اور اس پر اعتماد کرتے ہیں۔ اس حدیث کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ اصل کامیابی اور عزت کا دارومدار کردار اور اخلاق پر ہے، نہ کہ دولت پر۔ ایک خوش اخلاق انسان محدود وسائل کے باوجود لوگوں کے دل جیت لیتا ہے، جبکہ بد اخلاق شخص بے شمار دولت کے باوجود تنہارہ جاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اخلاق کو سنواریں، لوگوں کے ساتھ محبت اور خلوص سے پیش آئیں، کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جو دلوں کو جوڑتا اور معاشرے میں حقیقی ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔(2)

دورِ جدید میں تطبیق

دورِ جدید میں اس حدیث (حسنِ خلق اور خوش اخلاقی سے دل جیتنے) کی تطبیق درج ذیل نکات میں بیان کی جاسکتی ہے:

آج کے مادہ پرستانہ دور میں لوگ اکثر سمجھتے ہیں کہ دولت اور حیثیت سے عزت حاصل کی جاسکتی ہے، مگر حقیقت میں اچھا اخلاق ہی پائیدار تعلقات قائم کرتا ہے۔

سوشل میڈیا کے زمانے میں خوش اخلاقی کا مطلب ہے کہ انسان مہذب زبان استعمال کرے، دوسروں کی تضحیک اور بد تمیزی سے اجتناب کرے۔

پیشہ ورانہ زندگی (دفاتر، کاروبار) میں نرم لہجہ، دیانت داری اور احترام کا برتاؤ کامیابی کا اہم ذریعہ ہے۔

معاشرتی اختلافات (مذہبی، سیاسی یا ثقافتی) میں برداشت اور شائستگی اختیار کرنا حسنِ خلق کی عملی مثال ہے۔

تعلیمی اداروں میں اساتذہ اور طلبہ کا باہمی احترام ایک مثبت تعلیمی ماحول پیدا کرتا ہے۔

گھریلو زندگی میں محبت، صبر اور ایک دوسرے کی عزت کرنا مضبوط خاندان کی بنیاد بنتا ہے۔

دوسروں کی مدد کرنا، مسکرانا اور چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو اہم سمجھنا آج بھی لوگوں کے دل جیتنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

جدید معاشرے میں جہاں تناؤ اور پریشانی عام ہے، وہاں خوش اخلاقی لوگوں کے لیے سکون اور امید کا سبب بنتی ہے۔

اخوتِ اسلامی کا بنیادی اصول

اسلام ایک ایسا کامل اور جامع دین ہے جو صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ انسانوں کے درمیان مضبوط، محبت بھری اور پائیدار معاشرتی رشتے قائم کرنے کی بھی تعلیم دیتا ہے۔ انہی رشتوں میں سب سے اہم اور بنیادی رشتہ اخوتِ اسلامی ہے، جس کی بنیاد ایمان، محبت اور باہمی خیر خواہی پر رکھی گئی ہے۔ اسلام نے تمام مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند قرار دیا ہے کہ اگر جسم کے ایک حصے کو تکلیف ہو تو پورا جسم اس درد کو محسوس کرتا ہے۔ اسی احساسِ وحدت اور باہمی ہمدردی کو اخوتِ اسلامی کہا جاتا ہے، جو اسلامی معاشرے کی مضبوطی اور استحکام کا بنیادی اصول ہے۔

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:"الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يَخْذُلُهُ، وَلاَ يُحْقِرُهُ، بُؤْسُ الْمُسْلِمِ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ))(3)

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اسے تنہا چھوڑے، نہ اسے حقیر سمجھے۔ ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑا خسارہ یہ ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی

---

1 مصنف ابن ابی شیبہ، كتاب الأدب ، حديث نمبر:26974 -
2 تقی عثمانی،مفتی، درس ترمذی ، مکتبۃ دارالعلوم، کراچی ،2010، ج:3،ص: 168-
3 مصنف ابن ابی شیبہ، "كتاب الأدب ، باب حسن الخلق"،حديث نمبر: 26157-

کو حقیر سمجھے۔ مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت سب حرام ہیں"۔

یہ حدیث اسلامی معاشرت کے بنیادی اصول اخوتِ اسلامی کو واضح کرتی ہے۔ اس میں مسلمانوں کے درمیان تعلق کو بھائی چارے کے رشتے سے تعبیر کیا گیا ہے، جس کا تقاضا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے خیر، محبت اور حفاظت کا جذبہ رکھے۔

- مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہ کرے، یعنی اس کے حقوق غصب نہ کرے اور نہ ہی اسے کسی قسم کی تکلیف پہنچائے۔
- اسے تنہا نہ چھوڑے، یعنی مشکل وقت میں اس کا ساتھ دے اور اس کی مدد کرے۔
- اسے حقیر نہ سمجھے، کیونکہ کسی مسلمان کی تحقیر کرنا نہ صرف اخلاقی گناہ ہے بلکہ دلوں میں نفرت پیدا کرتا ہے۔
- خاص طور پر یہ بات بہت سخت انداز میں بیان کی گئی ہے کہ سب سے بڑا خسارہ یہ ہے کہ انسان اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، کیونکہ یہ تکبر اور غرور کی علامت ہے جو معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی واضح کیا گیا کہ مسلمان کی جان، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہیں، یعنی ان تینوں بنیادی حقوق کی مکمل حفاظت ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔[1]

خلاصہ بحث و نتائج

- امام ابن ابی شیبہؒ تیسری صدی ہجری کے ممتاز محدث، فقیہ اور محدثین کے نزدیک ثقہ، حافظ اور جلیل القدر امام تھے۔ حدیث نبوی ﷺ کے تحفظ، تدوین اور اشاعت میں ان کی خدمات نہایت نمایاں ہیں، جس کے باعث ان کی تصانیف کو حدیثی ذخیرے میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔
- *کتاب الادب* امام ابن ابی شیبہؒ کی اہم تصانیف میں سے ایک ہے، جس میں اخلاق، آداب، معاشرت، خاندانی تعلقات اور سماجی زندگی سے متعلق نبوی تعلیمات کو نہایت جامع انداز میں جمع کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اسلامی اخلاقیات کا ایک مستند اور بنیادی ماخذ ہے۔
- مقالے کے پہلے باب میں امام ابن ابی شیبہؒ کی حیات، علمی خدمات، اساتذہ، تلامذہ، تصانیف اور *کتاب الادب* کے منہج و خصوصیات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے، جس سے ان کے علمی مقام اور حدیثی بصیرت کو واضح کیا گیا ہے۔
- تحقیق سے معلوم ہوا کہ *کتاب الادب* میں بیان کردہ اخلاقی تعلیمات صرف انفرادی اصلاح تک محدود نہیں بلکہ ایک صالح، پُرامن، متوازن اور مستحکم معاشرے کی تشکیل کے لیے جامع رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔
- اس کتاب میں حسنِ اخلاق، عدل و انصاف، امانت داری، سچائی، صلہ رحمی، حسنِ ہمسائیگی، احترامِ انسانیت، ضبطِ نفس، عفو و درگزر، خیر خواہی، باہمی تعاون اور نرم خوئی جیسے اعلیٰ اخلاقی اوصاف کو نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا گیا ہے، جو اسلامی معاشرت کی مضبوط بنیادیں ہیں۔
- اسلامی تعلیمات کے مطابق معاشرتی استحکام کا آغاز فرد کی اخلاقی اصلاح سے ہوتا ہے۔ جب افراد جھوٹ، خیانت، ظلم، حسد، تکبر، بدکلامی اور زیادتی سے اجتناب کرتے ہیں تو معاشرے میں اعتماد، محبت، رواداری اور باہمی احترام کی فضا پروان چڑھتی ہے۔
- *کتاب الادب* خاندانی نظام کو اسلامی معاشرے کی بنیادی اکائی قرار دیتی ہے۔ والدین کے احترام، اولاد کی حسنِ تربیت، صلہ رحمی اور رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی سے مضبوط خاندان تشکیل پاتے ہیں، جو ایک مستحکم اور متوازن معاشرے کی بنیاد بنتے ہیں۔
- کتاب میں پڑوسیوں کے حقوق، مہمان نوازی، کمزوروں پر شفقت، چھوٹوں سے محبت اور بڑوں کے احترام جیسے مضامین کو نمایاں اہمیت دی گئی ہے، جن کے ذریعے معاشرتی ہم آہنگی، اخوت، ہمدردی اور اجتماعی تعاون کو فروغ ملتا ہے۔

---

1 شفیع، محمد، معارف الحدیث، مکتبہ دار العلوم، کراچی: 2009، ج: 6، ص :305